بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم اتوار

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۰/۲۵	۶ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ، ۲ ہجرت ۱۳۵۰ ہش، ۲ مئی ۱۹۷۱ء	نمبر ۱۰۰

اخبار احمدیہ

ربوہ یکم ہجرت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ۳۰ ماہ شہادت کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی رہی الحمد للہ"

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی کامل صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ یکم ہجرت حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت حضرت سیدہ مدظلہا کی صحت و عافیت کے لئے بالالتزام خاص توجہ سے دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ یکم ہجرت۔ حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں کل مسجد مبارک میں نماز جمعہ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی۔ نماز سے قبل خطبہ جمعہ میں آپ نے قرآن مجید کی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَھْدِیْھِمْ رَبُّھُمْ بِاِیْمَانِھِمْ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ (سورۃ یونس آیت ۱۰) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اس امر کو تفصیل سے واضح فرمایا کہ دنیا میں انسان کی سب سے قیمتی متاع ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان پر ہی جزاء کی بنیاد رکھی ہے اس لئے ایمان کی حفاظت ایک مسلمان کا سب سے اہم فریضہ ہے۔ آپ نے فرمایا اس آخری زمانہ میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب آسمان ثریا پر جا پہنچا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسے زمین پر دوبارہ واپس لاکر جماعت احمدیہ کو اس سے مالا مال فرمایا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی اس سب سے قیمتی متاع کی حفاظت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ شیطان دو قسم کے وسوسے پیدا کرکے ایک مومن کی متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالتا ہے کبھی وہ اسے تکبر میں مبتلا کرکے خسران مبین سے دوچار کر دیتا ہے اور کبھی وہ اسے انتہائی مایوسی میں مبتلا کرکے اس کے ایمان کو برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو تکبر سے بچنے اور مایوسی میں کبھی مبتلا نہ ہونے کی پُر زور تلقین فرمائی ہے۔ آخر میں آپ نے ان ہر دو شیطانی حربوں سے ہر دم چوکس اور بیدار رہ کر متاع ایمان کی حفاظت کرنے کی اہمیت پر خاص زور دیا۔

خاکسار کے والد بزرگوار مرزا محمد حسین صاحب چھٹی مسیح بہت بیمار ہیں اور بہت کمزور ہو گئے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔ (مرزا نصیر احمد ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو

نماز وہ ہے جس میں دُعا کا مزا آجاوے۔ خدا تعالیٰ کے حضور ایسی توجہ سے کھڑے ہو جاؤ کہ رقت طاری ہو جائے

"نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرو۔ سجدہ میں، بیٹھ کر، رکوع میں کھڑے ہو کر، ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو۔ بے شک پنجابی زبان میں دعائیں کرو۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں اور عربی سمجھ نہیں سکتے۔ اُن کے واسطے ضروری ہے کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور عربی دعاؤں کا اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہیئے۔ نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔

آجکل لوگ جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں۔ یہ بدعت ہے جس نماز میں تضرّع نہیں، خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں، خدا تعالیٰ سے رقّت کے ساتھ دعا نہیں وہ نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔ نماز وہ ہے جس میں دُعا کا مزا آجاوے۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں ایسی توجہ سے کھڑے ہو جاؤ کہ رقت طاری ہو جائے جیسے کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے اور اس کے واسطے قید یا پھانسی کا فتویٰ لگنے والا ہوتا ہے اس کی حالت حاکم کے سامنے کیا ہوتی ہے ایسے ہی خوف زدہ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا چاہیئے۔ جس نماز میں دل کہیں ہے اور خیال کسی طرف ہے اور منہ سے کچھ نکلتا ہے وہ ایک لعنت ہے جو آدمی کے منہ پر واپس ماری جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی خدا تعالیٰ فرماتا۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ۔ لعنت ہے ان پر جو اپنی نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ نماز وہی اصلی ہے جس میں مزا آجاوے۔ ایسی ہی نماز کے ذریعہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہی وہ نماز ہے جس کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مومن کے واسطے ترقی کا ذریعہ ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔ نیکیاں بدیوں کو دُور کر دیتی ہیں۔ دیکھو بخیل سے بھی انسان مانگتا رہتا ہے تو وہ بھی کسی نہ کسی وقت کچھ دے دیتا ہے اور رحم کھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو خود حکم دیتا ہے کہ مجھ سے مانگو اور میں تمہیں دُوں گا۔ جب کبھی کسی امر کے واسطے دعا کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ آپ وضو کرکے نماز میں کھڑے ہو جاتے اور نماز کے اندر دُعا کرتے۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۰-۴۱)

(مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ ہجرت ۱۳۵۰ھ

اسلام کی اشاعت و تبلیغ کس طرح ہوئی

گذشتہ اداریہ میں ہم نے بتایا ہے کہ کس طرح گذشتہ زمانہ میں اشاعت و تبلیغ کا کام درویش کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ بہت سے مبلغین جو مثلاً ہندوستان میں تبلیغ کرتے تھے اکثر ایسے تھے جو اپنے مرشد کے ارشاد کی تعمیل کے لئے سینکڑوں میل کا سفر کر کے تن تنہا بغیر کسی سازو سامان کے اپنے وطن اور عزیز چھوڑ کر یہاں آتے تھے اور اُن کو شاید پہلے یہ بھی علم نہیں ہوتا تھا کہ جس دیس میں مرشد نے جانے کا حکم دیا ہے ان کے حالات کیسے ہیں وہ کیا مذہب رکھتے ہیں اور ان کی بولی کیا ہے۔ مگر وہ اپنے مرشد کی تعمیل ارشاد کے لئے بغیر چوں وچرا کے آجاتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیدنا علی ہجویری رح جن کا مزار لاہور میں ہے اپنے مرشد کے کہنے پر یہاں تشریف لائے تھے روایت ہے کہ لاہور میں انہی مرشد کے ایک مرید پہلے ہی کام کر رہے تھے حضرت علی ہجویری رح نے جب ان کا ذکر کیا تو ان کے مرشد نے فرمایا کہ جیسا ہم نے حکم دیا ہے ویسا ہی کرو۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ جب آپ لاہور پہنچے تو ایک جنازہ جارہا تھا۔ آپ کے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جنازہ ان بزرگ کا ہے جو پہلے یہاں کام کر رہے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مرشد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ بزرگ دُنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔ اس لیئے ان کی جگہ حضرت علی ہجویری رح کو روانہ کیا گیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ یا درویش اشاعت و تبلیغ کا کام کرتے تھے ان کی روحانیت کس درجہ پر پہنچی ہوئی تھی اور یقیناً اللہ تعالیٰ سے وہ کلام کرتے تھے۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ ہر عالِم تو ایسا نہیں ہوتا۔ مگر اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی امت میں ایسے علماء بھی ہوں گے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوں گے۔ علماء امت اور بنی اسرائیل کے درمیان وجہ مشابہت یہی امر ہو سکتا ہے ورنہ صرف منقولی اور معقولی علم یہاں مراد نہیں ہے۔ امت محمدیہ کے علماء جو انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہوں گے وہی ہو سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ روحانی علوم سے بھی نوازتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جن سے اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوتا ہے اس سے واضح ہے کہ محض منقولی اور معقولی علم ان علماء کا طرۂ امتیاز نہیں ہو سکتا۔ حقیقی علماء امتی کے زمرہ میں آتے ہیں وہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی کمال معرفت حاصل ہوتی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو دراصل اشاعت و تبلیغ کا صحیح کام کر سکتے ہیں۔ ورنہ علوم ظاہری یہاں مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ اسلام کا ظاہری علم تو ایک غیر مسلم بھی حاصل کر سکتا ہے جیسا کہ آج کل یورپی مستشرقین ہیں۔ جن میں سے اکثر اسلامی ظاہری علوم کے اتنے ماہر ہو جاتے ہیں کہ عام مسلمان علماء بھی نہیں ہوتے۔ چنانچہ بعض جرمن اور انگریز مستشرقین نے ظاہری علم (اسلامی علوم) میں اتنی ترقی کی ہے کہ انہوں نے اتنی عظیم کتابیں لکھی ہیں جن سے مسلمان بھی استفادہ کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کو ان علماء امتی میں شامل نہیں کر سکتے جن کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے اس طرح جو لوگ صرف منقولی اور معقولی علم کی بناء پہ اپنے آپ کو علماء امتی میں شامل کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے۔ علماء امتی جو بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی مانند ہوتے ہیں وہ وہی ہو سکتے ہیں جن میں بنی اسرائیل کے انبیاء کی صفات ہوں اور ایسے ہی علماء ہیں جو صحیح معنوں میں تبلیغ کر سکتے ہیں اور جن کی تبلیغ صحیح معنوں میں دنیا میں اسلام پھیلا سکتی ہے اب ایک شخص بڑی بڑی جماعتوں پر بھاری ہوتا ہے۔

(باقی)

کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دردا کہ حسنِ صورتِ فرقاں عیاں نماند — آں خود عیاں مگر اثرِ عارفاں نماند

مردم طلب کنند کہ اعجاز آں کجاست — صد درد و صد دریغ کہ اعجاز داں نماند

کوریم وا ز کمالِ تغافل بچشمِ ما — آں روئے خوب و گیسوئے عنبر فشاں نماند

بینم کہ ہر یکے بہ غمِ نفس مبتلاست — کس را غمِ اشاعتِ فرقاں بجاں نماند

یوسف شنیدہ ام کہ شدش کارواں معیں — ایں یوسفے کہ ہیچ کسش کارواں نماند

جانم کباب شد زِ غمِ ایں کتابِ پاک — چنداں بسوختم کہ خود امید جاں نماند

درش اند کے مرا بخیالے شکیب بود — امشب ہمیں حال کہ تاب و تواں نماند

اے سیّد الوریٰ مددے وقتِ نصرت است — در بوستاں سرائے تو کس باغباں نماند

صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر — بینم کہ حسنِ دل کشِ فرقاں نہاں نماند

در رنج و درد مے گذرانیم روزگار — یا رب ترحمے کہ دگر مہرباں نماند

یا رب چہ بہرِ من غمِ فرقاں مقدر است — یا خود دریں زمانہ کسے رازداں نماند

دیدم کہ زاہداں رہِ فرقاں گذاشتند — ناچار در دلم اثرِ مہرِ شاں نماند

اے خواجہ پنج روز بود لطفِ زندگی — کس از پئے مدام دریں خاکداں نماند

امروز گر دل از پئے قرآں نسوزدت — عذرے دگر ترا بجنابِ یگاں نماند

بگذار وردِ مثنوی و شغلِ غزل و شعر — ایں خود چہ چیز ہست اگر قدرِ آں نماند

در خادماں نشینی و صد نازمے کنی — آں را کہ سیّد است کس از خادماں نماند

خلق از برائے شوکتِ دُنیا چہا کنند — دردا کہ مہرِ کعبہ چو مہرِ بتاں نماند

اے بے خبر بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند
"زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند"

(درثمین فارسی)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے
کہ
الفضل روزنامہ خود خرید کر پڑھے (مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامعہ نصرت (برائے خواتین) ربوہ میں نویں جلسہ تقسیم اسناد و انعامات کا انعقاد

خطبہ اسناد سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے پڑھا

مورخہ ۱۸ اپریل بروز اتوار لجنہ اماء اللہ ہال میں جامعہ نصرت کا نواں جلسہ تقسیم اسناد و انعامات منعقد ہوا۔ ہال کی سادہ اور خوبصورت آراستگی اس تقریب سے منسوب وقار کی ترجمان تھی۔ ایک طرف معزز مہمانوں اور دوسری طرف سال رواں کی سند یافتہ طالبات نیز تعلیمی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں نمایاں حیثیت حاصل کرنیوالی طالبات کے لئے نشستیں مخصوص تھیں۔

حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ازراہِ شفقت اس تقریب کی صدارت کو قبول فرمایا۔ آپ کا یہ امر جامعہ سے اُنس و دلچسپی اور واضح وابستگی کا غماز تھے چنانچہ تقریباً نو بجے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی کار لجنہ ہال کے احاطے میں داخل ہوئی اور آپ کا ورودِ مسعود کارروائی کے آغاز کا پیام لایا۔ سٹاف جامعہ جلوس کی صورت میں باوقار انداز میں آہستہ آہستہ قدم اٹھائیں اسٹیج پر آئیں جیسے ہی صدر صاحبہ نے کرسی صدارت کو رونق بخشی۔ عزیزہ امۃ الکریم نزہت طالبہ سال سوم نے خوش الحانی سے کلام پاک کی تلاوت کی۔

تلاوت کلام پاک کے بعد محترمہ پرنسپل صاحبہ نے بی۔ اے میں کامیاب ہونے والی چالیس طالبات کو اسناد عطا کیں۔ اسناد کی تقسیم کے بعد آپ نے جامعہ کی سالانہ رپورٹ ۱۹۷۰-۱۹۷۱ء پڑھ کر سُنائی۔ آپ نے فرمایا سال دوم کے امتحان میں ہمارے کالج کی شرحِ فیصد بفضلِ ایزدی ۹۶.۷ رہی جب کہ تعلیمی بورڈ سرگودھا کی شرح کامیابی ۳۹.۸ تھی اور بی۔ اے میں بھی اسی طرح شرح فیصد ۷۸ تھی۔ جب کہ یونیورسٹی کی صرف ۳۲ فیصد تھی۔ پھر لائبریری میں ۵۰۰ کتب کے اضافہ کا تذکرہ کیا۔ آپ نے بتایا کہ سائنس بلاک کی تکمیل ہو چکی ہے اور لیبارٹریز کیلئے تقریباً تیس ہزار کا سامان خرید لیا گیا ہے۔ نیز گورنمنٹ کی طرف سے لائبریری کی عمارت کے لئے سوا چھبیس ہزار کی رقم منظور ہو چکی ہے۔ آپ نے ہاسٹل کی عمارت میں دو کمروں کی توسیع کا بھی ذکر کیا۔

پرنسپل صاحبہ کی رپورٹ کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے اُن طالبات میں انعامات تقسیم فرمائے جنہوں نے کالج کی مختلف سرگرمیوں میں نیز تعلیمی کارروائی میں امتیازی حیثیت حاصل کی تھی سب سے پہلے آپ نے اُن طالبات کو طلائی تمغے عطا کئے جو دینیات کے امتحان میں اول رہیں۔ عزیزہ امۃ الحکیم لبیقہ کو اول آنے پر تمغہ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے دیا گیا اور عزیزہ امۃ المصوّر کو طلائی تمغہ دینیات میں دوم رہنے پر جامعہ نصرت کی طرف سے دیا گیا۔ نیز نسبری شاہدہ بھی دینیات میں اوّل آنے پر اس انعام کی مستحق قرار پائیں۔ اس کے بعد اُن طالبات کو جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مقرر کردہ نصاب میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔ حضور ایدہ اللہ کی طرف سے بھجوائی گئی سال بھر کی فیس انعام کے طور پر دی گئی۔ عزیزہ شاہین اکبر۔ عزیزہ زبیدہ بشیر بھی ان انعامات کی مستحق قرار پائیں پھر عزیزہ امۃ المصوّر نے سوشل ورک میں دوم آنے پر مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی کی طرف سے ایک صد روپیہ کا جو انعام حاصل کیا تھا وہ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کے دستِ مبارک سے حاصل کیا۔

اس کے بعد دینیات کے امتحان میں کامیاب ہونے والی طالبات کو اسناد دی گئیں پھر حضرت سیّدہ صاحبہ نے مضامین میں اوّل رہنے پر، مباحثہ میں اوّل یا دوم رہنے پر، یونین کے عہدیداران، کھیلوں میں نمایاں حیثیت حاصل کرنے والی طالبات، مختلف مباحثوں میں انعامات پانے والی طالبات کو انعامات دئے۔ عزیزہ عائشہ نصیر کو سالِ رواں کی بہترین طالبہ کا انعام دیا گیا۔ تاہم ناظرین کے اندازے کے مطابق تعلیمی کارروائی میں سب سے زیادہ انعامات عزیزہ عائشہ نصیر صدر یونین و انگلش ڈیبیٹنگ سوسائٹی اور عزیزہ شگفتہ اسلام صدر اُردو ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے حاصل کئے اور کھیل کے میدان کا سہرا عزیزہ وسیمہ و عزیزہ امۃ اللطیف بٹ کے سر رہا۔

تقسیم انعامات کے بعد حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا اور تعلیم تقریر اور کھیل کے میدان میں جامعہ نصرت کی کارکردگی پر تسلی کا اظہار کیا اور خصوصیت سے ان طالبات کو مبارکباد دی جنہوں نے جامعہ پنجاب کی طرف سے مفوضہ سند امتیاز فضیلت حاصل کیں اور فرمایا کہ

"یاد رکھیں یہ ڈگریاں ہماری زندگی کا اصل مقصد نہیں ہیں اگر ہمارا نقطۂ نظر صحیح اور صالح ہو تو یہی ڈگریاں ایک اعلیٰ اور ارفع مقصد کی حامل بھی ہو سکتی ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مکان میں کھڑکی رکھنے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روشنی آئے لیکن اگر روشنی کا حصول ایک ضمنی مقصد ہو اور اصل مقصد یہ ہو کہ اذان کی آواز آئے۔ تو ایک بے جان کھڑکی ہمارے اعلیٰ مقصد کا حصّہ بن جاتی ہے۔ یہ اسلام کا کمال ہے۔ اور ہم پر ہی نہیں ساری دُنیا پر احسان ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ہمارا ہر حرکت و سکون ہمارے مقاصدِ عالیہ کا حصّہ بن سکتے ہیں۔ پس ان ڈگریوں کو اس طرح حاصل کریں اور ان کو اس رنگ میں استعمال کریں کہ کاغذ کے یہ پُرزے آپ کی رُوح کی غذا اور آخرت کی سند بن جائیں ڈگریاں تو ہزاروں لاکھوں طالبات نے نہ صرف جامعہ پنجاب بلکہ دُنیا کی دوسری یونیورسٹیوں سے بھی حاصل کی ہوں گی مگر حاصلِ لُطف و راحت تو یہ ہے کہ ان ڈگریوں پر رجسٹرڈ پنجاب یونیورسٹی کی مہر کے ساتھ ساتھ رضائے الٰہی کی مہر بھی ثبت ہو اور یہ ڈگریاں نہ صرف زمین پر یونیورسٹی کی حدود میں بلکہ آسمان پر ربِ کریم کے حضور بھی نوازی جائیں۔"

اسلام اور احمدیت کو قبول کرنے کے بعد جو ذمہ داریاں ہم پر عاید ہوتی ہیں آپ نے اُن کی طرف توجہ دلائی اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"آج دُنیا کو ان خواتین کی ضرورت ہے جن کی غیرتِ ایمانی کے آگے کفر و بدعت کی سنگین دیواریں آب آب ہو کر بہہ جایا کرتی تھیں آج پھر ان غیور بہنوں اور بیٹیوں کی ضرورت ہے جو خولہؓ کے روپ میں کفر کے حملوں کے سامنے غیرتِ دینی اور جرأتِ ایمانی کا جذبہ قائم کر کے سینہ سپر ہو جاتی تھیں۔ آج پھر اس عزت اور جرأت کی ضرورت ہے جس کا مظاہرہ حضرت خولہؓ اور اُن کی ہم عصر خواتین نے کیا۔"

پھر آپ نے ایثار، تواضع، امانت، توکل صبر و رضا، شکر، عفو، بشاشت اور خوش خلقی کو اپنانے کی تلقین کی۔ غرضیکہ آپ کے ارشاد کا ہر ایک لفظ اپنی جگہ مخصوص اہمیت کا حامل تھا۔

محترمہ صدر صاحبہ کے بصیرت افروز خطاب کے بعد قومی ترانہ کے ساتھ ہی ہمارے جلسہ تقسیم اسناد کی کارروائی ختم ہوئی۔ بعد ازاں مہمان خواتین کی مشروبات و فواکہات سے تواضع کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو ناپسند کرتا ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے

وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ

(المائدہ)

یقیناً اللہ تعالیٰ دنیا میں فساد برپا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ)

حفّاظ جماعت احمدیہ کی توجہ کے لئے

نظارت اصلاح و ارشاد کے انتظام کے ماتحت عنقریب حافظ کلاسز کا اجراء ہونے والا ہے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سال مجلس مشاورت کے موقع پر جماعتوں کو حافظ کلاسز کے اجراء کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کئی جماعتوں کی طرف سے نظارت ہذا میں حافظ کلاس کھولنے کیلئے درخواستیں آچکی ہیں جو حافظ صاحبان نظارت ہذا کے انتظام کے ماتحت معلّم لگنا چاہیں وہ جلد سے جلد مقامی جماعت کی تصدیق کے ساتھ درخواست بھجوائیں۔ معلّمین کو اُن کے مناسب حال الاؤنس دیا جائے گا۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلق باللہ اور اس کی برکات

(از مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان پنشنر۔ ڈیرہ غازیخان)

اللہ تعالیٰ کی یاد میں بہت برکتیں ہیں۔ انسان کی پیدائش کی غرض اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور اس سے تعلق قائم کرنا ہے۔ اور یہ تعلق اُس وقت قائم ہوتا ہے۔ جب بندہ اپنے مالک اور خالق کو یاد رکھتا اور اسے پکارتا رہتا ہے۔ دیکھو طلب کے بغیر کوئی چیز میسر نہیں آتی۔ بچہ جب بھوک سے بلکنے لگتا ہے تو ماں کی چھاتی میں دُودھ اُترتا ہے زمین جب تمازتِ آفتاب سے جلنے لگتی ہے اور بارانِ رحمت کے لئے سراپا انتظار بن جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ بارش بھیج کر اُس کو سیراب کر دیتا ہے اسی طرح بندہ جب اپنے مالکِ حقیقی سے کسی حاجت براری کے لئے رجوع کرتا ہے اور دعا اور ذکر سے اپنی حاجات بیان کرتا ہے تو رحمتِ خداوندی اس کی دستگیری کرتی ہے اور اس کی حاجت برآتی ہے۔ غرض اللہ تعالےٰ کی یاد اور اس کا ذکر ہی تمام مشکلات کا حل ہے کیونکہ ہر چیز کی طناب اس کے ہاتھ میں ہے اور اسی کے ارادے سے ہی سب کام ہوتے ہیں۔

جو آدمی خدا کی یاد سے غافل ہے اور اپنے مولا سے ملنے کی آرزو نہیں رکھتا۔ اس کا رب بھی اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ غنی ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اگر تم دعا نہیں کرو گے اور اپنی حاجات اُس سے بیان نہیں کرو گے۔ تو تمہارے رب کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ وہ بے نیاز ہے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی دعا نہیں کرتا اور اپنی حاجات اس سے طلب نہیں کرتا۔ اس کا رب بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے غرض دعا انسانی فطرت کی پکار ہے اور یہی ایک ذریعہ اس سے ملنے کا ہے۔

کتب میں آیا ہے کہ انسانی روح ملکوتی ہے اور جسم ناسوتی۔ ملکوتی چیز کا تعلق عالمِ بالا سے ہے اور اس کی غذا یادِ حق ہے۔ نفس ناسوتی ہے اور مادی دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کی غذا دنیاوی لذات اور حظوظ ہیں۔ اگر انسان روح کی صفائی کی طرف توجہ نہ کرے اور سراسر نفس پرستی میں لگ جائے تو روح کثیف ہو کر پرواز کی طاقت کھو بیٹھتی ہے۔ اور اس طرح انسان اشرفیت کے مقام سے گر جاتا ہے۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ "قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا" (الشمس) یعنی جس نے اسے مٹی میں گاڑ دیا سمجھ لو کہ وہ نامراد ہو گیا۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالےٰ کی جستجو اور تلاش پائی جاتی ہے۔ اور اس جذبہ کو آدمی ذکرِ الٰہی سے ترقی دیتا ہے اور اس سے قربِ خداوندی کی منازل طے کرتا ہے۔ قرآن میں ہے۔" والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبلنا"۔ یعنی جو لوگ ہماری ملاقات کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ہم ان کو اپنی طرف پہنچنے کا راستہ دکھا دیتے ہیں۔ یعنی اگر دل میں سچی تڑپ ہو۔ اور اللہ تعالےٰ سے ملنے کی آرزو ہو تو اس کی رحمت رہنمائی کے لئے ہر وقت حاضر ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

طلب میں تری جو ہوئے جادہ پیما
ملا ہے پتہ ان کو ہر گام تیرا

اس عالم ہست و بود کی ہر ایک چیز۔ بلکہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کی نشان دہی کر رہا ہے اور اس کی تسبیح میں مصروف ہے۔ لاکھوں کروڑوں ابرار و اخیار اور سالکین نے خدا تعالےٰ کو پایا۔ اور اس کی محبت میں فنا ہوئے۔ اگر محبت کا خمیر انسان کی مٹی میں نہ ہوتا تو صلحاء کا گروہ کب اس کی تلاش کرتا اور کیوں مصائب اٹھاتا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

تو نے خود روحوں پہ چھڑکا ہاتھ سے اپنے نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

عام مقولہ ہے کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ یعنی جس چیز سے انسان کو محبت ہو وہ اُس کا اکثر ذکر کرتا رہتا ہے۔ اگر خدا تعالےٰ سے محبت ہو۔ تو اس کا ذکر بار بار زبان پہ آئے گا۔ اور اس کی یاد بھی دل میں رہے گی۔ اور اگر نہ زبان پہ ذکر ہو۔ اور نہ دل میں یاد آوے۔ تو یہ تعلق کی نہیں بے تعلقی کی نشانی ہے۔ اور جب آدمی کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ جائے۔ تو شیطان اس سے رشتہ استوار کر لیتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ کسی طرح وہ خدا کی رسی کو چھوڑ دے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ

یعنی جو کوئی رحمان خدا سے منہ موڑ لیتا ہے تو ہم اس پہ ایک شیطانی خصلت وجود کو متولی کر دیتے ہیں اور وہ اس کا ہر وقت کا ساتھی ہو جاتا ہے۔ اور جب شیطان کسی کا دوست بن جائے۔ تو اس کی ہلاکت میں کیسے شک ہو سکتا ہے۔

یاد رکھیے کہ انسانی دماغ کسی وقت بھی فارغ نہیں رہتا۔ ہر وقت کسی نہ کسی خیال اور سوچ میں لگا رہتا ہے۔ یہ خیالات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نفسانی۔ دوسرے شیطانی۔ یعنی اول تو یہ ہے کہ دل میں کئی قسم کے نفسانی خواہشات پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ لمبی لمبی امیدیں باندھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ کر لوں۔ وہ کر لوں۔ زمین خرید لوں مکان بنا لوں۔ تجارت میں اتنا مال لگاؤں۔ اپنی اولاد کو ایسے کام سکھلاؤں کہ وہ زیادہ سے زیادہ دولت کما سکیں۔ فلاں عہدہ مل جائے۔ فلاں اقتدار پر قبضہ ہو جائے وغیرہ۔ شیطانی خیالات یہ ہیں۔ کہ کسی نے اس سے تلخ کلامی کی تو دل میں خیال آیا کہ اُسے یہ جرأت کیوں ہوئی۔ اُس کو اس کا مزا چکھنا چاہیئے۔ اس کو قرار واقعی سزا ملے۔ پھر وہ اس کو رسوا کرنے کے طریقے سوچتا ہے۔ کسی سے حسد کرتا ہے تو اس کو ذلیل کرنے اور اس کی عزت کو تباہ کرنے کے منصوبے بناتا ہے۔ کسی سے بغض اور دشمنی ہو تو اس سے بدلہ لینے کی تدابیر سوچتا ہے۔ غرض اسی ادھیڑ بن میں اس کا دماغ لگا رہتا ہے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو تباہ کرتا رہتا ہے۔ ان خیالات سے چھٹکارا پانے کی یہی ایک سبیل ہے کہ وہ یادِ الٰہی میں مصروف ہو جائے۔ نہ دماغ کو آزاد کرے۔ اور نہ اُسے ان باتوں کو سوچنے کا موقع مل سکے۔ جب دوسری طرف سے توجہ ہٹا کر اللہ تعالےٰ کا ذکر کریگا تو اسے اپنے پیدا کرنے والے سے محبت ہو جائے گی کیونکہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ انسان اس دُنیا میں کسی سے محبت کرے۔ اور اُسے خبر نہ ہو لیکن اللہ تعالےٰ تو دلوں کے راز جاننے والا ہے وہ اپنے محبت کرنے والے کو جانتا ہے اور محبت کا جواب محبت سے دیتا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان محبت میں ترقی کرتا ہے تو محبوب کی طبیعت بھی اس طرف پھرتی ہے اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ معشوق۔ عاشق۔ اور عاشق معشوق بن جاتا ہے۔ اور یہ محبت کا اعلےٰ مقام ہے۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور جس بندہ سے خود خدا تعالےٰ محبت کرنے لگے اس کی خوش قسمتی میں کہاں تک شک ہو سکتا ہے۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ جس کی محبت دل میں جاگزیں ہو۔ اس کی یاد اور اس کے تذکرہ کے سوا اور کسی بات کا مزہ ہی نہیں آتا۔ اگر بندہ بھی اپنے رب سے ایسا تعلق پیدا کر لے۔ کہ اُسے اپنے رب کے ذکر اور اس کی مناجات کے بغیر آرام نہ آئے تو وہ اپنے مقصود کو پالے۔ اُسے دنیا میں ہی جنت مل جائے کیونکہ جنت تو اللہ تعالےٰ کے قرب کا نام ہے اور آخرت کی جنّت تو محبت کرنے والوں کے لئے خاص ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربِ الٰہی پانے کا ایک طریق بتلایا ہے۔ اور وہ اتنا اعلےٰ اور بے خطا ہے جس کی مثال نہیں۔ جو بھی اس کو آزمائے گا۔ دامنِ مراد بھر لے گا۔ وہ یہ ہے کہ جس وقت فراغت اور یکسوئی ملے تو اللہ تعالےٰ کو حاضر اور ناظر جان کر کمال صدق اور راستی سے۔ اپنے دکھ سکھ۔ عسر یسر مشکلات۔ حاجات۔ ارادات۔ مقاصد۔ انعامات اپنی سپاس گذاریاں۔ سب اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں۔ جیسے کوئی شخص اپنے راز دار۔ واقفِ حال۔ شفیق۔ خیر خواہ۔ ہمدرد اور گہرے دوست کے پاس بیان کرتا ہے۔ اور کوئی بات نہ چھپائے اسی طرح اپنے گہرے خیالوں۔ پوشیدہ در پوشیدہ عیبوں۔ کجیوں۔ کمزوریوں۔ قصوروں۔ غلطیوں گناہوں۔ اور ان بری باتوں کو جو دل میں پنہاں ہیں۔ اور لوگوں سے چھپائی جاتی ہے۔ سب بے کم و کاست۔ نہایت سچائی اور راستی سے اپنے مولا کریم کے حضور سچے دل سے اقرار کرتے ہوئے بیان کر دے۔ جو ستّار۔ غفار اور خطا پوش ہے۔ اور جو تمام بھید دل۔ خفی اور اخفیٰ کو بھی جانتا ہے۔ اور ان کمزوریوں اور گناہوں کو بھی جانتا ہے جن کی ہم کو خبر نہیں لیکن اس عرض معروض سے اس کی نیّت دعا اور استغفار کی ہو۔ اور ساتھ ساتھ دعائیہ کلمات بھی کہتا رہے۔ مثلاً اگر کوئی تکلیف ہو۔ بیماری یا مقدمہ تو اس کی تفصیل اور وجوہات بھی بیان کرے اور یوں کہیئے کہ اے مولا کریم۔ یہ جو تکلیف بیان کی ہے۔ اپنے فضل سے دور فرما۔ کیونکہ تیرے ارادے اور حکم سے دُور ہوگی۔ . . . . . .

اور اگر اس کے متعلق کوئی تجویز یا تدبیر سمجھ میں آوے تو وہ بھی بیان کر دے اور اس کے حسن و قبح اور خیر و شر کے متعلق اپنے ازدیاد علم اور معرفت کی دعا کرے اور صراط مستقیم یعنی صحیح طریق پر چلنے کی توفیق مانگے اس عرض معروض پر جتنا وقت لگ جائے۔ لگ جائے خدا کے فضل سے اس میں دلچسپی اور لذت پیدا ہوتی چلی جائیگی اور جس قدر دلچسپی بڑھے گی اسی قدر وقت بھی بڑھتا چلا جائیگا اور پھر ایسا حالی ہو جائے گا کہ اس کے بغیر آرام نہ آئے گا۔ اور یہی کوشش کرے گا کہ کب اور کس وقت دنیا کے کاروبار سے فرصت ملے اور میں اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو کر باتیں کروں اور وہ لذت پاؤں جو عاشق کو معشوق سے باتیں کرنے میں ملتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جواب بھی ملے لیکن ایسی دلگداز۔ سچی اور مخلصانہ دعا سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے سکینت قلب اور اطمینان دل حاصل ہو جاتا ہے اور مومن کے قلب کو غم سے نجات اور دل کو راحت ملتی ہے اور اصل مطلب جو کہ ثلج قلب ہے مل جاتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

اگر دل محرم راز جمال یار ہو جائے
یہیں اک طور بن جائے یہیں دیدار ہو جائے
تصور کے جمال میں جانِ جاں یہ بھی تو ممکن ہے
کہ تو پنہاں رہے آنکھوں سے اور دیدار ہو جائے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

ہفتہ قرآن مجید

پندرہ ہجرت (مئی) تا اکیس ہجرت (مئی) ۱۹۷۱ء

جملہ جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے پندرہ ہجرت تا اکیس ہجرت (پندرہ مئی تا اکیس مئی) تک ہفتہ قرآن مجید مقرر فرمایا ہے۔ امرائے کرام اور صدر صاحبان سے گذارش ہے کہ وہ اپنی جماعتوں میں اس ہفتہ کو کامیاب طور پر منانے کا اہتمام کریں ہر جماعت میں روزانہ مختصر اجلاس منعقد ہوں جن میں مندرجہ ذیل عنوانوں پر باری باری موزوں مقررین سے دس پندرہ منٹ کی تقاریر کروائی جائیں۔

جن مقامات پر مستورات علیحدہ جلسے کروا سکیں وہاں پر لجنات اماءاللہ کا اہتمام فرمائیں۔ ہفتہ کے اختتام پر جماعتیں کارگزاری کی تفصیلی رپورٹیں نظارت ہذا میں بھجوائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقاریر کے لئے عنوانات

۱۔ قرآن مجید کے فضائل
۲۔ قرآن مجید کی روحانی تاثیرات
۳۔ عبادات کے متعلق قرآن مجید کی تعلیم
۴۔ میاں بیوی کے حقوق قرآن مجید کی روشنی میں
۵۔ اطاعت نظام کے متعلق قرآنی ھدایات
۶۔ قرآن مجید کی رو سے حقیقی مومن کی صفات

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن)

سیدنا حضرت المصلح الموعود کا ایک خواب

اور

ہمارے زمیندار احباب

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"میں نے خواب دیکھا کہ زمینداروں کا ایک بہت بڑا گروہ ہے وہ زمیندار ایسے ہیں جو مربعوں کے مالک ہیں وہ راجہ علی محمد صاحب کے پاس آئے اور ان سے انہوں نے مصافحہ کیا اور پھر ایک طرف چلے گئے۔ میں ان کو دیکھکر کہتا ہوں کہ اب خدا تعالےٰ چاہے گا تو یہ ۷۰ ہزار ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر شخص سال میں ایک ایک سو روپیہ بھی مساجد کے لئے دے تو ۷۰ لاکھ روپیہ ہو جائے گا اور ۷۰ لاکھ سے بیس مساجد بن سکتی ہیں۔ اس رؤیا سے میں نے سمجھ لیا کہ اب خدا تعالےٰ اپنے فضل سے زمینداروں میں ہماری جماعت پھیلانا چاہتا ہے اور وہ بھی ایسے زمینداروں میں جو کم از کم ایک سو روپیہ سالانہ مساجد کے لئے دے سکیں ... ایک سو روپیہ مساجد کے لئے دینا کوئی بڑی بات نہیں"۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جاری فرمودہ تحریک مساجد ممالک بیرون کے تحت ہمارے زمیندار بھائی تھوڑا بہت حصہ لیتے رہتے ہیں۔ مگر جو زمیندار بھائی اس خواب کی برکتوں کے وارث بننا چاہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی سالانہ قربانی بسلسلہ تعمیر مساجد ممالک بیرون کو ایک سو روپیہ سالانہ سے کم نہ ہونے دیں زمینداروں کے لئے سال میں کم از کم ایک صد روپیہ تعمیر مساجد کے صدقہ جاریہ میں ادا کرنا کوئی مشکل امر نہیں صرف توجہ کی ضرورت ہے اور اس جذبہ کو اپنانے کی ضرورت ہے کہ ہمارے محبوب امام رضی کو خواب میں اللہ تعالےٰ نے جو زمیندار دکھائے ان کا شمار بھی ان مخلصین کی صف میں ہو جائے اس کے لئے کم از کم ایک سو روپیہ سالانہ کی قربانی ملک ملک میں خانۂ خدا تعمیر کروانے کے لئے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

عاقبت زاں در برون آید سرے
چوں نشینی بر سر کوئے کسے
عاقبت بینی تو ہم روئے کسے

قائدین خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری

ہر قائد مجلس کا یہ فرض ہے کہ اپنی مجلس کی کارگزاری کی ماہانہ رپورٹ مرکز میں ارسال کرے۔ بعض قائدین رپورٹ اس لئے نہیں بھجواتے کہ یا تو کام ہوا نہیں یا تھوڑا ہوا ہے۔ جس قدر بھی کام ہو اس کی رپورٹ مرکز میں ضرور بھجوائیں تاکہ مرکز مجلس کی صحیح راہنمائی کر سکے یہ رپورٹ ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک آنی چاہیئے، جن قائدین نے ابھی تک گزشتہ مہینوں کی رپورٹس نہیں بھجوائیں وہ فوری توجہ فرما کر ساری رپورٹیں مرکز میں ارسال کریں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست دعا

بندہ سول ہسپتال کراچی میں اپنی بائیں آنکھ کے موتیا کے اپریشن کے لئے داخل ہو گیا ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم اپنے فضل وکرم سے اپریشن کو کامیاب فرما دے۔ آمین

محمد عبد اللہ ڈرائیور
محمد علی ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

کہ جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس سے عرض معروض کرتا ہے تو اس میں ایک روح ناطق بھر دی جاتی ہے جو اس کی ہر التجا اور پکار کا جواب دیتی ہے اور یہ پردہ اس وقت اٹھتا ہے۔ جب بندہ اپنے رب سے قریب ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے کانوں سے الہام کے ذریعہ سے جواب سنتا ہے پس اگر الہام ہو جائے تو یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے اور اگر الہام نہ ہو تو اس وقت یہ تو یقین ہوتا ہے کہ اللہ میرے پاس ہے اور میں جو کہہ رہا ہوں حرف بحرف سن رہا ہے کیا یہ خوشی تھوڑی ہے کہ ہماری عرض اللہ تعالےٰ سنتا ہے اگر بادشاہ آپ کو بلا کر یا خود آپ کے پاس آکر آپ کی عرضداشت اپنے کانوں سے سنے تو آپ کتنا خوش ہوں اور آپ کی کتنی عزت افزائی ہو گی۔ دنیا میں دو عزتیں ہیں ایک خود بادشاہ سے کلام کرنا اور دوسری بادشاہ کا کلام کرنا۔ پس شکر کا مقام ہے کہ آپ کو اس شہنشاہ سے کلام کرنا حاصل ہے اور اگر اس عرض ومعروض میں رقت بھی شامل ہو جائے تو بندہ کی قسمت جاگ اٹھے۔ یاد رہے کہ جس بندہ کے دامن میں عاجزی اور شگفتگی کا سرمایہ ہو تو پھر اس کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کی رحمت کو منہ موڑنا مشکل ہو جاتا ہے ؎

آہ گریہ بر دوش چنداں کم
تا نجودآں غنچہ را خنداں کنی

بندہ کا کام تو دعا کرنا اور اس سے عرض کرنا ہے قبول کرنا اور ذہنی رقت سے تسلی دینا اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ بندہ اپنا فرض بجا لائے اور اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحمت کا امیدوار رہے۔ کیونکہ جو کوئی مضطرب دل اور قلب منیب لے کر اس کی درگاہ میں حاضر ہوتا ہے وہ کبھی خالی نہیں ہوتا ؎

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے

ضرورت ہے

ایک مخلص اور صحت مند دوست کی ضرورت ہے جو فوج سے فارغ شدہ ہوں. خواہشمند احباب پریذیڈنٹ / امیر مقامی کی سفارش کے ساتھ اپنی درخواستیں جلد دفتر انصار اللہ مرکزیہ میں بھجوا دیں۔ یکصد روپیہ ماہانہ تنخواہ ادا کی جائے گی۔

(سیکرٹری برائے صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا کی پہلی کاغذی کتابیں

عین اس زمانے میں جب اہل بابل "مٹی کی کتابوں" پر لکھ رہے تھے۔ مصریوں نے اپنی ضرورت اور استعداد کے مطابق وہ چیز ایجاد کر لی تھی جسے اپنی نوعیت کے اعتبار سے دنیا کا پہلا "کاغذ" کہا جا سکتا ہے۔ اس کاغذ کو پیپرس کہا جاتا ہے۔ یہ کاغذ "پیپرس" کے پودے سے بناتے تھے جو دریائے نیل کے کنارے جھاڑیوں میں کثرت سے اُگا ہوا تھا پیپرس کا پودا قدرے لمبا ہوتا ہے۔ اور مصری اسے کئی مقاصد کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ قدیم انسانی تاریخ کے ماہرین نے اسی لئے پیپرس کو کثیر المقاصد پودا کہا ہے کیونکہ مصری نہ صرف اسی سے اپنے لکھنے پڑھنے کی ضرورت کے لئے کاغذ تیار کرتے تھے۔ بلکہ اس سے رسّے پارچات وغیرہ تیار کرنے کے علاوہ اس کے تنے کو پکا کر کھایا بھی کرتے تھے۔ یہ پودا پانی سے پندرہ فٹ کی بلندی پر اُگتا تھا اور اس کا سرا تھیونگ برش کی شکل سے گہری مماثلت رکھتا تھا۔ پودے کا درمیانی حصہ یعنی تنا انسان کی کلائی کے برابر موٹا ہوتا تھا۔

پیپرس بنانے کے لئے سب سے پہلے پودے کا تنا کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر لیا جاتا۔ یہ ٹکڑے عموماً ایک فٹ لمبے ہوتے تھے اس کی ظاہری چھال کو اچھی طرح کھول کر گودا بنایا جاتا تھا اور پھر ان کو چھوٹے چھوٹے پتلے ٹکڑوں میں کاٹ کر انہیں تنے کے ٹکڑوں کے برابر رکھدیا جاتا تھا۔ اس کے بعد پیپرس کی چھال کی ایک تہہ پر دوسری تہہ جمائی جاتی تھی۔ یہ کام عموماً ایک میز پر کیا جاتا تھا۔ اور ان کو کسی سخت چیز سے ہلکے ہلکے کوٹا جاتا۔ تاکہ چھال کی ایک تہہ پر دوسری تہہ مضبوطی سے جمتی چلی جائے۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا جب تک کہ چھال سے بننے والے گودے کی سطح ہموار ہو جاتی اور تہیں اچھی طرح سے جم جاتیں اس کے بعد "پیپرس" کی جو ہیئت تیار ہوتی۔ اس کو سوکھنے کے لئے دھوپ میں رکھدیا جاتا۔ جب یہ شیٹ اچھی طرح سوکھ جاتی تو اس کو پالش کیا جاتا۔ یعنی لکھنے کا کاغذ تیار ہو جاتا پیپرس کو ہموار کرنے یا پالش کے لئے ہاتھی دانت کا ٹکڑا یا گھونگھا تیار شدہ کاغذ پر پھیرا جاتا۔ جس سے اس کی تہہ ہموار ہو جاتی اور بل نکل جاتے۔ اس عمل کے باوجود پیپرس کے کنارے ٹیڑھے اور کھردرے رہتے تھے۔ ان کو سیدھا اور ہموار کرنے کے لئے انہیں چوڑائی میں چھ انچ سے گیارہ انچ اور لمبائی میں نو انچ سے چودہ انچ لمبائی میں کاٹ لیا جاتا اس سائز کے کاغذ آج بھی کاروباری حضرات اپنی کاروباری خط و کتابت کے لئے استعمال کرتے ہیں

پیپرس ہمارے موجودہ زمانے کے کاغذ سے کہیں زیادہ نرم ہوتا تھا اور اس میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ یہ سیاہی کو جلد چوس لیتا تھا۔ یعنی ایک طرف سے اس میں جاذب (بلاٹنگ پیپر) کی خصوصیت بھی ہوتی تھی۔ اس کی رنگت زرد نما بھوری ہوتی تھی جو مصر کی چمکدار دھوپ کی وجہ سے پیدا ہوتی اور آنکھوں کو بھلی لگتی تھی۔

پیپرس خاصا قیمتی کاغذ ہوتا تھا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اس کی تیاری پر جو محنت اٹھتی تھی وہ خاصی سخت تھی۔ وزن میں یہ کاغذ ہلکا ہوتا اور اس کی سطح اتنی نرم اور ملائم ہوتی کہ لکھتے وقت کوئی دقت محسوس نہ ہوتی اپنی ان خصوصیات کی بنا پر یہ کاغذ مٹی کی تختیوں اور لکڑی کی کتابوں سے زیادہ نفیس اور کارگزاری میں بہتر تھا۔ اس کاغذ میں ایک خامی یہ تھی کہ اگر اس کو احتیاط سے نہ رکھا جاتا تو پھٹ جاتا۔ مصر کا گرم اور خشک موسم اس کاغذ کی زندگی اور تازگی کے لئے سازگار تھا۔ دوسرے ملکوں میں اس کی زندگی اتنی پائیدار نہ ہوتی کیونکہ موسم اسکے موافق نہ ہوتا تھا۔

پیپرس کے چھوٹے چھوٹے شیٹ مختصر کاموں کے لئے انتہائی مناسب ہوتے تھے لیکن طویل یا بڑی کتاب لکھنے کے لئے بڑے کاغذ کی ضرورت محسوس ہوتی۔ اس مقصد کے لئے چھوٹے چھوٹے شیٹوں کو ایک ساتھ چوڑائی میں جوڑ لیا جاتا۔ جڑائی کے لئے جو لئی تیار کی جاتی وہ گندم کے آٹے اور گرم ابلتے ہوئے پانی سے بنتی۔ جب یہ لئی اچھی طرح سوکھ جاتی تو اس لمبے اور بڑے کاغذ کو گولائی میں لپیٹ کر "رول" کی صورت دیدی جاتی اسے اسی طرح گولائی میں لپیٹا جاتا تھا جیسے آجکل "دیواری کاغذ" کو لپیٹ کر رکھا جاتا ہے۔

پیپرس دکانوں پر بکتا تھا اور جن لوگوں کو ضرورت ہوتی وہ ایسی دکانوں کا رخ کرتے جہاں پیپرس بکتا تھا۔ کاغذ پرچون اور تھوک دونوں طرح سے بکتا تھا۔ جس کو ایک کاغذ کی ضرورت ہوتی وہ کاغذ حاصل کر لیتا اور جس کو رول کی ضرورت ہوتی اسے "رول" مل جاتا۔ رول کی خریداری کے وقت گاہک دکاندار کو اپنی ضرورت سے آگاہ کر سکتا تھا۔ کہ اس کو کس سائز کے کاغذ کا کس قدر چوڑا یا لمبا رول درکار ہے۔ اس زمانے میں جو رول سب سے بڑا ہوتا تھا اس کو تیس شیٹوں سے تیار کیا جاتا تھا۔ اس وقت برٹش میوزیم میں ایک رول موجود ہے۔ یہ ایک سو پینتیس فٹ لمبا اور سترہ انچ چوڑا ہے۔ اور اس پر جو تحریر ہے . . . . . . ۱۱۰۰ ق م میں لکھی گئی تھی۔ سب سے چھوٹا رول جو آج دنیا میں موجود ہے وہ برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ یہ رول پانچ انچ لمبا اور دو انچ چوڑا ہے۔

اس زمانے کے مصنف ضرورت کے مطابق رول کو استعمال کیا کرتے تھے۔ یعنی کتاب طویل ہوتی تو ایک رول کو کتاب اوّل کا نام دیتے اور دوسرے کو "کتاب دوم" علیٰ ہذا القیاس

ابتدائی زمانے میں مصری پیپرس پر لکھنے کے لئے برش نما قلم استعمال کیا کرتے تھے اس کے بعد آہستہ آہستہ قلموں میں بھی اختراعات ہونے لگیں اور بالآخر ایک ایسا ہولڈر تیار کر لیا گیا جو آج کے پین ہولڈر کی طرح کا ہوتا تھا۔ ہم اسے اپنی زبان اور تہذیب کے مطابق کانی کا قلم کہہ سکتے ہیں۔ قط کھوکھلا ہوتا تھا اور جب قط گھس جاتا تو از سر نو بنا لیا جاتا تھا۔ بعد کے زمانے میں رومنوں نے پیتل کے قلم ایجاد کرکے ان سے لکھنا شروع کر دیا تھا۔ رومی امراء اپنے گھروں میں نقرئی قلم بھی رکھتے تھے

مصریوں کو سرخ سیاہی استعمال کرنے کا بڑا شوق تھا۔ سرخ سیاہی گوند اور نفیس قسم کی سرخ رنگ کی مٹی سے تیار کی جاتی

۵۰ سال ق م کے رومی شہنشاہ کالیگولا کو علمی اور شعری مقابلے کرانے کا بڑا شوق تھا۔ شہنشاہ کالیگولا دربار میں شاعری کے مقابلے کرتا۔ شعراء پیپرس پر اپنی نظمیں لکھکر لاتے۔ جو شعراء مقابلے میں جیتتے انہیں اعزاز و انعام سے نوازا جاتا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ جو شعراء مقابلے میں . . . . . .

. . . .

. . . . ناکام رہے تھے انہیں شہنشاہ کالیگولا نے حکم دیا کہ وہ اپنی زبان سے پیپرس پر سیاہی سے لکھی ہوئی نظمیں چاٹیں ورنہ ان کی اتنی پٹائی کی جائے گی کہ پیٹتے پیٹتے دریا تک لے جا کر دریا میں پھینک دیا جائے گا۔ بدنصیب ناکام شعراء نے زبان سے سیاہی چاٹنے کو ترجیح دی۔

قلم دان رکھنے کا رواج بھی مصریوں کی دین ہے۔ مصری اپنے گھروں میں لکڑی کے ایسے ڈبے رکھتے جن میں قلمیں سیاہی رکھا کرتے تھے۔

مصریوں نے کاغذ پر کالم بنانے کا طریقہ بھی ایجاد کیا وہ پیپرس کو کئی مساوی حصوں میں بانٹ کر ان کو کالموں میں تقسیم کر لیا کرتے اور ان میں لکھا کرتے تھے۔ البتہ مصریوں میں ایک عجیب بات یہ پائی جاتی تھی کہ وہ کتاب کا عنوان کتاب کے خاتمے پر لکھنے کے عادی تھے۔ تاہم بعد میں مصریوں کو اپنی اس غلطی کا احساس ہونے لگا تھا اسی لئے پیپرس کی کئی ایسی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں۔ جن میں عنوان کتاب کے شروع میں لکھا ہوا ملتا ہے

یہ تحریر شدہ کتابیں یعنی رول بچا کر لئے جاتے تھے۔ اس قسم کی لائبریری کو "ہاؤس آف رولز" (House of Rolls) کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ لائبریریاں باقی شیلف ہوتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی کتابیں عموماً کسی بالٹی نما بڑے ڈبے میں بچا رکھدی جاتی تھیں۔ یہ بالٹی نما ڈبہ لکڑی کا بنایا جاتا تھا

پیپرس پر لکھی جانے والی کتابوں کی قدر وقیمت کا اندازہ اسی زمانے میں لگایا گیا تھا اسلئے ان کتابوں کو خصوصی حفاظت سے رکھا جاتا تھا۔ اور ان پر شاہ بلوط کا تیل مل دیا جاتا۔ تاکہ انہیں کتابوں کا کیڑا گزند نہ پہنچا سکے۔ بعض قیمتی کتابوں کی جلد بندی بھی کی جاتی تھی۔ ایسی کتابوں کو قیمتی سرخ کپڑے میں لپیٹا جاتا یا ڈبوں میں بند کر کے رکھا جاتا تھا بعض مقدس کتابوں کو سربمہر کئے جانے کا رواج بھی موجود تھا۔

پیپرس کی مقبولیت سے رومی اور یونانی بھی متاثر ہوئے اور مصر سے پیپرس منگوانے لگے۔ روم میں پیپرس پر لکھی ہوئی کتابوں کو نقل بھی کیا جانے لگا۔ یہ کام رومی غلام کیا کرتے تھے۔ اسی لئے ایک مؤرخ نے اس دور کے رومیوں پر یہ پھبتی کسی تھی کہ روم کے غلام رومی امراء سے زیادہ لکھے پڑھے ہوتے تھے وہ کتابیں جو مقبول ہوتی تھیں۔ ان کے کئی ایڈیشن یا جلدیں تیار کی جاتی تھیں۔ عموماً مصنف اپنی کتاب کا املا لکھوانا شروع کر دیتا اور کئی غلام بیک وقت اس املا کو سن کر لکھتے رہتے اور یوں ایک ہی کتاب کے کئی ایڈیشن یا کئی جلدیں تیار ہو جاتیں۔

روم میں اس زمانے میں کتابیں بکنے لگی تھیں۔ شہر میں کتابوں کی دکانیں موجود تھیں گاہک وہاں سے کتاب خریدنے جاتا۔ اگر مطلوبہ کتاب اس وقت موجود نہ ہوتی تو دکاندار اس کو نقل کروا کے گاہک کے لئے مہیا کرتا تھا۔ اس زمانے میں روم میں "نقل نویسوں" کی اچھی خاصی مانگ رہنے لگی تھی۔ اور انہیں معقول معاوضہ دیا جاتا تھا۔

(ماخوذ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید کا سکھانا ازبس ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"میں پھر تمام جماعتوں کے تمام عہدیداران خصوصاً افراد اضلاع کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کا سکھانا، جاننا، اس کے علوم کو حاصل کرنا اور اس کی باریکیوں پر اطلاع پانا اور ان راہوں سے آگاہی حاصل کرنا جو قرب الٰہی کی خاطر قرآن کریم نے ہمارے لئے کھولی ہیں ازبس ضروری ہے اس کے بغیر ہم وہ کام ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

پس میں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بڑا نہ چھوٹا نہ مرد نہ عورت نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی اور پھر انہیں نبھانے کی توفیق دے۔ اور مجھے بھی توفیق دے کہ جب تک آپ اس بنیادی مقصد کو حاصل نہیں کر لیتے اس رنگ میں آپ کی نگرانی کرتا رہوں۔ جس رنگ میں نگران کرنے کی ذمہ داری مجھ پر عاید کی گئی ہے۔"

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد وقف عارضی)

قبض کی حالت میں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا طریق

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کی قربانی کے متعلق فرمایا:۔

"بعض اوقات انسان اپنی کمزوری کی حالت میں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اگر تم قربانی کے لحاظ سے کمزور ہو یا مخالف کے لحاظ سے کمزور ہو تب بھی یہ دیکھ کر کہ اس وقت اسلام اور احمدیت کو تمہاری قربانی کی ضرورت ہے تم بشاشت کے طور پر اکڑ کر چلو۔ تم دلی طور پر اس قربانی پر ناخوش ہو گے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت ہے اس لئے تمہارا قبض سے قربانی کرنا جو بظاہر ایک گناہ ہے تمہارے لئے نیکی سے بڑھ کر ثواب کا موجب ہوگا۔ کیونکہ تم اس بات کی بنیاد رکھ رہے ہو کہ جو کام تم نے قبض سے کیا ہے آئندہ تم اسے بشاشت سے کرو گے کیونکہ ہر نیکی دوسری نیکی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔"

پس احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ حضور رضی اللہ عنہ کے ان ارشادات کے مطابق قربانی کر کے فلاح دارین حاصل کریں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

نصرت جہاں ریزرو فنڈ۔ ضروری تصحیح

اخبار الفضل مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۷۱ء کے صفحہ ۷ پر ایک فہرست سو فیصدی ادائیگی کرنے والوں کی صف سوم کی صورت میں نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی طرف سے شائع ہوئی ہے اس میں مندرجہ ذیل اسماء اس طرح پڑھے جائیں:

		ادائیگی
۶۵	مکرم حاجی محمد یعقوب صاحب منجانب والد صاحب میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم سیالکوٹ	۶۰۰ روپے
۶۶	" " والدہ صاحبہ بھاگن بی بی صاحبہ مرحومہ	۶۰۰
۶۷	" " اہلیہ صاحبہ آمنہ بیگم صاحبہ	۶۰۰
۶۸	" " برادر اکبر محمد اسماعیل صاحب مرحوم	۶۰۰

(سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

حجاج کے لئے درخواستِ دعا

جن افراد نے امسال حج کا مبارک فریضہ ادا کیا ہے ان کی چھٹی قسط بغرض دعا شائع کی جاری ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم ان کی یہ عبادت قبول فرمائے۔

۱۔ مکرم عبدالرحیم صاحب کھوکھر	گوجرانوالہ	۶۔ مکرمہ بیگم منیر احمد صاحب مع دو چھوٹے بچے	کوئٹہ
۲۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ	"	۷۔ مکرمہ پروین طاہرہ بنت ڈاکٹر عبدالحق صاحب	"
۳۔ مکرم امان اللہ صاحب		۸۔ مکرم اسلم بیگ صاحب	"
۴۔ مکرم مستری محمد شریف صاحب	کوئٹہ	۹۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ ملک یاسین احمد صاحب	انگلینڈ
۵۔ مکرم منیر احمد صاحب	کوئٹہ	۱۰۔ مکرمہ ڈاکٹر سعیدہ اختر صاحبہ	پاکستان

(ناظر اصلاح و ارشاد)

تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے احباب توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت فضل عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

۱۔ "شوریٰ میں یہ تحریک پاس ہوئی تھی کہ لوگ مختلف تقریبوں پر اور مختلف پیشہ ور اپنی آمدنیوں پر کچھ نہ کچھ رقم مساجد کے لئے دیتے رہیں۔ جس سے غیر ممالک میں جہاں مساجد کا بنانا تبلیغی نقطۂ نگاہ سے ضروری ہے مساجد تعمیر ہوتی رہیں۔"

۲۔ "زندہ قوموں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے افراد کے اندر اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو۔ ہم نے ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کرنی ہے اور جہاں ہم تبلیغ اسلام کریں گے وہاں لازماً مساجد بھی بنانی پڑیں گی۔ اور اسلام کے نشانات بھی قائم کئے جائیں گے۔ اور یہ کام ہماری جماعت کے افراد نے ہی کرنا ہے۔ اس لئے سب کا فرض ہے کہ خواہ وہ امیر ہو یا غریب اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھے۔ ۔۔۔ پس اپنے اندر قربانی کا مادہ پیدا کرو اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہر وقت رکھو۔"

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

اعلان دار القضاء

مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب مکان نمبر ۴۳ غزنوی سٹریٹ نمبر ۴ ۲ شاہدرہ ٹاؤن لاہور نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم چوہدری غلام حسین صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ مرحوم کی امانت ذاتی کھاتہ نمبر ۱۲۶-۶۴۸/۸ میں مبلغ ۳۸۶۳ روپے جمع ہیں۔ میرے علاوہ مرحوم کے مندرجہ ذیل وارثان ہیں:۔

(۱) مسماۃ غلام فاطمہ صاحبہ (۲) مسماۃ غلام جنت صاحبہ (۳) چوہدری محمود احمد صاحب۔

لہٰذا استدعا ہے کہ رقم مذکورہ بالا مجھے دلائے جانے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔ میں خود وہ رقم مرحوم کے مذکورہ بالا وارثان میں تقسیم کر دوں گا۔ مرحوم کے وارثان کو رقم مجھے ادا ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تین یوم تک اطلاع دی جاوے

(ناظم دار القضاء)

درخواستِ دعا

۱۔ میری والدہ صاحبہ پیٹ میں درد کی وجہ سے بیمار ہیں اور لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں زیر علاج ہیں نیز میرے چھوٹے بھائی خلیل احمد پر ایک مقدمہ دائر ہے۔ مقدمہ عنقریب عدالت میں پیش ہونے والا ہے جس کی وجہ سے سخت پریشانی ہے۔

احباب کرام دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ میری والدہ کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور عزیز خلیل احمد کو باعزت بری کرے۔ آمین۔

شہاب الدین چک نمبر ۳۰/۱۱ ایل

(حال۔ پرائیویٹ روم نمبر ۱۔ لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور)

نِدا ایسی آواز کو کہتے ہیں جو سُنی جائے یا نہ سُنی جائے ۞ دُعا اس آواز کو کہتے ہیں جو سُنی جائے

کفار جن بتوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتے ہیں وہ نہ ان کی دعا سنتے ہیں نہ ندا

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ کی تفسیر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ ان کفار کی مثال جانوروں کی طرح ہے جن کو بلانے والے کی آواز سن کر اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ گو اس کے الفاظ کا مطلب اور مفہوم نہیں سمجھتے۔ اسی طرح یہ لوگ بھیڑ چال کے طور پر ایک دوسرے کی اتباع کرتے ہیں اور یہ کبھی غور نہیں کرتے کہ کہنے والا کیا کہتا ہے اور آیا اس پر عمل کرنا ان کے لئے مفید ہے یا مضر۔ وہ صرف اتنا دیکھتے ہیں کہ ہمارے سردار یا ہمارے لیڈر نے فلاں بات کہی ہے یا ہماری قوم یا برادری ایسا کہتی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی عقل و فہم اور تدبر کے تمام دروازے بند کر لیتے ہیں اور اندھا دھند اس کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ پس ان کی مثال جانوروں کی سی ہے کہ دوسرے کی بات سن کر یہ لوگ اس پر غور کرنے کے عادی نہیں بلکہ اندھی تقلید کے خوگر ہیں۔ گویا ان کے کان بھی ہیں مگر یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ انہیں جس طرف بلایا جا رہا ہے وہ ہلاکت اور بربادی کی جگہ ہے یا امن اور سلامتی کا مقام ہے ان کی زبانیں بھی ہیں مگر دلیری سے حق بات کہنے کی جرأت کھو بیٹھی ہیں اور ان کی آنکھیں بھی ہیں مگر سلامتی کی راہ ان کو دکھائی نہیں دیتی۔

تیسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ ان کفار کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو چیختا اور چلاتا اور بتوں کو اپنی مدد کے لئے بلاتا ہے اور اس کا بلانا دو طرح ہے ایک دعا کے ذریعہ سے دوسرا ندا کے ذریعہ سے۔ ندا ایسی آواز کو کہتے ہیں جو سنی جائے یا نہ سنی جائے اور دعا اس آواز کو کہتے ہیں جو سنی جائے۔ فرماتا ہے وہ بت جن کو یہ لوگ اپنی مدد کے لئے پکارتے ہیں وہ نہ ان کی دعا سنتے ہیں نہ ندا۔ گویا ان کفار کا کام محض دعا اور ندا ہی ہے ورنہ جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں سنتے نہ دعا سنتے ہیں نہ ندا سنتے ہیں۔ اس لئے ان کے بلانے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس صورت میں اِلَّا کو زائد تسلیم کرنا پڑے گا اور یا پھر یہ فقرہ اس طرح ہوگا کہ لَا يَسْمَعُ إِلَّا هُوَ يَدْعُوا دُعَاءً وَّنِدَاءً یعنی وہ بت تو کچھ نہیں سنتے مگر وہ پکارنے والا برابر دعائیں کئے چلا جاتا ہے۔ اور آوازیں دیتا چلا جاتا ہے۔ ان معنوں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ چیختے چلاتے ہیں تو پھر وہ بُکْمٌ کیسے ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بُکْمٌ کے یہ معنے ہیں کہ وہ حقیقت کا اپنی زبان سے اقرار کرنے کے لحاظ سے گونگے ہیں۔ اور اس کی دلیل صُمٌّ اور عُمْیٌ کے الفاظ ہیں جیسے صُمٌّ سے ایسے لوگ مراد ہیں جن کے کان حق بات کے سننے سے بہرے ہیں۔ اور عُمْیٌ سے مراد حق کو نہ دیکھنے والے لوگ ہیں۔

اسی طرح بُکْمٌ سے مراد وہ لوگ ہیں جو روحانی نقطہ نگاہ سے گونگے ہیں۔ اور جو سچائی کا برملا اظہار کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اگر یہاں صرف بُکْمٌ کا لفظ ہوتا تو اعتراض درست ہوتا لیکن صُمٌّ اور عُمْیٌ کے الفاظ نے صحیح معنے واضح کر دیئے ہیں۔"

تفسیر سورۃ البقرہ
ص ... ۳۳۶

ترسیل زر اور
استفسارات متعلق
مینجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں۔

دُعائے مغفرت

خاکسار کی نسبتی ہمشیرہ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری رفیق احمد صاحب ساکن آڈھا ضلع سیالکوٹ کئی ماہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۷۱ء بروز جمعرات سرگودھا سول ہسپتال میں وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

نماز جنازہ اور تدفین مرحومہ کے آبائی گاؤں چک ۳۴ جنوبی ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ مرحومہ بہت شگفتہ مزاج، نیک دل اور ہمدرد خاتون تھیں۔ وفات کے وقت ۳۵ سال عمر تھی۔ پانچ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ بچوں کا خود مربی اور حافظ و ناصر ہو۔ اور مرحومہ کے سوگوار خاوند، والدین اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

(محمد اسلم [illegible] تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

کارکنان صدر انجمن احمدیہ کا امتحان ۱۱ مئی ۱۹۷۱ء کو ہوگا

کارکنان صدر انجمن احمدیہ کے دینی نصاب کا امتحان انشاء اللہ تعالیٰ ۱۱ مئی کو ہوگا۔ کارکنان مطلع رہیں۔ نصاب حسب ذیل ہے۔

۱۔ قرآن کریم:- سورۃ انفال اور سورۃ توبہ
۲۔ علم کلام:- اعجاز احمدی کا اردو حصہ
۳۔ انٹرویو:- ۲۰ نمبر

(ناظر اصلاح و ارشاد)

6366
مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب
مینیجر زرعی ترقیاتی بنک آف پاکستان
185/A دہائٹ ہاؤس مظفر گڑھ

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

سو فیصدی ادائیگی کرنے والوں کی فہرست

اپنے پیارے اور واجب الاطاعت امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جن خواتین و حضرات نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں وعدہ کے ساتھ ہی سو فیصدی ادائیگی کر دی ہے ان کی فہرست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور دعا کی غرض سے پیش کی گئی حضور نے جزاکم اللہ احسن الجزاء فرمایا اور دعا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ان سب مخلصین کے اموال میں برکت عطا فرمائے۔ یہ فہرست اب دعا کی غرض سے روزنامہ الفضل میں شائع کی جا رہی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ (سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

۲۱	حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی	ربوہ	صف اول	۵,۰۰۰
۲۲	حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ		"	۵,۰۰۰
۲۳	محترمہ عصمت آراء بیگم صاحبہ مع بچگان چک ۲۶۸ لائل پور		"	۵,۰۰۰
۲۴	مکرم محمد یٰسین صاحب لکھنوی ناظم آباد	کراچی	"	۵,۰۰۰
۲۵	محترمہ بیگم صاحبہ جیلانی صاحب بھاٹی گیٹ	لاہور	"	۵,۰۰۰
۲۶	مکرم ڈاکٹر طفیل محمد منیر صاحب سول لائنز	لاہور	"	۵,۰۰۰
۲۷	مکرم سیٹھ شریف احمد صاحب بانی ممبان الدعا، سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی حلقہ صدر کراچی		"	۲۰,۰۰۰
۲۸	مکرم ڈاکٹر محمودہ نذیر احمد صاحبہ ہاؤسنگ سوسائٹی	کراچی	"	۵,۰۰۰

(۲)

۱۴	محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ میاں محمد محسن صاحب مرحوم لائل پور		صف دوم	۲,۰۰۰
۱۵	مکرم حکیم مقبول احمد صاحب مقبول دواخانہ بازار نیلیاں گوجرہ		"	۲,۰۰۰